

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَاللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ
 وَخَلِّ عَلَى سَائِرِ الْمُسْلِمِينَ
 آمين

رسالہ مبارکہ و ذخیرہ تحقیقات عالیہ

الاولی

مصنف

محقق و مؤلف: مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب
 دہلی دارالعلوم دیوبند

مدرسہ اسلامیہ دہلی دارالعلوم دیوبند

جس میں نہایت مفصل و مفصل کیفیت ہے جو خلافت و خلافت امیر المؤمنین علیہ السلام
 کے متعلق شہور و نامور عالم اہلسنت و سنی لای ثناء اللہ صاحب فیہ اخبار و احادیث و تفسیر

اور مولانا صاحب رحمہ اللہ دہلی دارالعلوم دیوبند

www.sirat-e-mustaqeem.net

مطبع اصلاح کچھوا میں چھپ کر شایع ہوا
 دائرہ تحقیق کچھوا ضلع سارن (صوبہ بہار)



دیباچہ

الحمد لله اجمعين والصلاة والسلام على خير خلقه محمد وآله الطاهرين
 علماء مذهب حق كثرهم الله في النبوة ابتداء من الله عز وجل بآية
 توحيد دين من مشغول بتة آمنه اور كمي اختلاف واقرائ اور غرض افسوس
 نہیں کیا لیکن جبکہ کچھ مذہب پر کسی اعتراض ہوا تو حقائق حق کرنے کے سلسلے کی رد
 کھنسی بھی ضروری تھی۔ بالائی طرف سے جو یہ کیا کسی مذہب پر اعتراض کرنا کسی کو اور اس
 حقائق کی جلیل القدر مستغاث اس عوی کی شاہد ہیں۔ یہاں صرف ہندوستان کی حالت
 بطور اختصار ذکر کی جاتی ہے۔ اس ملک میں سلاطین ملکہ کے وجود سے کسی سوہن پہلے سے
 نور ایمان جیلا ہوا تھا اس طرح کا پر سلطنت سے کچھ شریعت شروع ہوئی اور اس قبل ایران کے
 مشہور قدس نابالہم جنابانہا شاہ طاہر قوی عالم ہندوستان تشریف لائے تھے اور ان کے
 سے مذہب حق کی بھی ترقی ہو رہی تھی جس کی تفصیل ہے کہ برہان نظام شاہ والی ریاست احمد
 درکن کا جس نے ۱۱۹۵ھ سے ۱۲۱۵ھ تک بادشاہت کی بہت سیاریاں شاہزادہ عبدالقادر
 تیسویں ترین گرفتار ہوا بادشاہ نے تمام ممالک کے طالع کوڑا لے کر کچھ فائدہ نہیں دیا۔ پھر دہلی
 کے بغاوتوں پر صدقات بھیجا۔ ہندو مسلمان سب کے دھارائی لیکن کچھ کوئی نتیجہ نہ ہوا۔
 اس وقت جناب بادشاہ طاہر علی محمد نے حیران سے آئے تھے اور بادشاہ کی خدمت میں حاکمات
 فقیر سر کرتے تھے۔ بادشاہ سے عرض کی کہ حضور شاہزادے سلسلہ و عافہ کی شفا کے بارے میں

بندہ نے ایک یوحی ہے۔ اگر جان کی اپنا پائل عرض کروں۔ بادشاہ نے امر کر کے جواب
 دیا کہ شاہ طاہر علی محمد نے جو کہ کہا کہ بادشاہ سلامت محمد بن اور نذر مائیں کر گشتا پڑا
 صاحب کو آج کی رات میں خدا کے فضل سے شفا ہو جائے اور غرضات اور مصیبتیں لایا دینی
 سادات کی خدمت میں پیش کرینگے۔ برہان نظام شاہ نے کہا کہ مصیبتیں اپنی دوا دہا نام
 کون ہیں۔ جناب بادشاہ طاہر نے بارہ اہموں کے نام مع ولایت حضرت علی سے امام محمدی
 علیہ السلام تک بتائیے۔ برہان نظام شاہ نے کہا کہ جب میں تجھ میں میں مذہب کو گران
 چکا تو کیا حضرت علی رضی اور بی بی فاطمہ کے فرزندوں کے نام دوا دہا پڑھا لیں گے یا جیسا
 مولانا نے کہا میں واضح شہد ہے۔ بادشاہ سلامت مذکر میں کہ اگر جناب باری حضرت
 آخر الزمان اور دوا دہا امام علیہ السلام کے قرب و منزلت کی برکت سے آج شب کو شاہزادہ
 عبدالقادر کو شفا عافائے تو انہما آساعت کا خطبہ پڑھو ان کے مذہب کی ترویج میں کوشش
 کرینگے۔ برہان نظام کو جب اسباب اپنے جیسے بیٹے کی صحت کی بالکل امید باقی نہیں تھی اور
 اس کی شفا سے قطعاً یابوس ہو چکا تھا جناب شاہ طاہر علی محمد نے پھر کچھ نہایت خوش ہوا اور
 اس وقت جناب شاہ طاہر علی محمد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر عید و بیان کیا لایا۔ اسکے بعد
 شاہزادے کی تیاریاں میں مشغول ہوا اور اس کی مرض بھڑکی گیا۔ دن کی طرح گزرا۔
 رات کے وقت بادشاہ ایسا کر تھا کہ شاہزادے کے بنگلے کی مٹی سے لگا ہوا
 رہا ہر چند شاہزادے کو کھانہ اڑھانے کی کوشش کی جاتی تھی مگر وہ بخوبی سے ہاتھ پاؤں
 مار کھانے کو نہیں کیا تھا۔ بادشاہ نے شاہزادے کی زندگی سے بالکل یابوس ہو کر کچھ
 دیکھ کر شاہزادے کو کھانہ اڑھایا جسے اور کہا یہاں اسی رات کا جہان علوم ہوتا ہے
 ایک سات اور اسے دنیا کی ہوا سے فرما لیں۔ دوا دہا اسی طرح بیٹے سے لگا ہوا
 رہا سوچ جوتے بیٹے پر سر دھک کر گیا خواب میں کیا دیکھتا تھا ایک بزرگوار دینی صورت
 اس کے سامنے آئے اور ان کے دہانے میں بارہ تھل اور بھی ہیں۔ برہان نظام شاہ کے انتقال
 کر کے موت ہو کر گیا تو ان حضرات سے ایک صاحب فرمایا کہ قرآن بزرگوار کو جانتا ہے کہ

میں ہے حضرت محمد مصطفیٰ سلم میں اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور وہ امام المسلمین
 ہیں لہذا دین میں حضرت رسالت پناہ صلعم نے فرمایا ہے کہ یہ ان حق بجانب وقتانی نے کیا
 اور ان کے فرزندوں کی برکت سے (شاہزادے) عبدالقادر کو شفا بخشی۔ مجھے لازم ہے کہ
 میرے فرزند طاہر کے کہنے سے بخار نہ کرے۔ بادشاہ برہان نظام شاہ اس خواب سے خوش
 حال ہوا اور وہ کچھ کرنا شروع کیا اور وہ لڑکھان پڑا ہوا ہے اور وہ لڑکے سے
 جو برابر جاگتی رہی تھیں معلوم ہوا کہ کسی نے اس خواب کو قبول کر لیا ہے بلکہ وہی وقت خود بخود
 حرکت کرنا شروع ہوا ہے پر چاہتا ہے۔ بادشاہ نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ عبدالقادر
 خواب راستہ میں سوتا ہے اور بالکل صحیح ہو گیا ہے۔ اس کے بعد برہان نظام شاہ نے اپنے
 وعدہ کو پورا کیا۔ مذہب شیعہ اختیار کیا اور خطبہ میں نام و داد وہ امام علیہ السلام کا جاری کو کیا
 صاحب تاج و قشہ تھکے ہیں کہ روئین قرآن و احادیث کا اتفاق ہے کہ مخالفان حال نے
 مسلمان ہونے کے بعد و مرتبہ حضرت رسالت پناہ کو خواب میں دیکھا اور ہر مرتبہ حضرت
 امیر المومنین عیسیٰ بن ابی طالب حضرت کے ہمراہ تھے حضرت عاقہ الامین نے
 بعد تو قریب عرت طاہر کے فرمایا کہ مجھے لازم ہے کہ میرے انہیٹ کی نسبت طریقہ سال
 جاری رکھے اور انکی پیروی کرے۔ سادات کو گراہی رکھے۔ اسی سبب غار ان خان نے
 المہدیٹ کی محبت اپنے صفحہ دل پر نقش کی اور سادات کو ملا دھت کو گراہی رکھا شیعہ ہوں
 کو مقرب درگاہ کر کے مناسب عہدوں پر مقرر کیا۔ اب صاحب تاج و قشہ تھکے ہیں کہ میری عزت
 میں ہوں کہ اگر نہ ہوتا میری حق سے تو دوسرے مذہبوں کا انجام کیا ہوگا۔ اور اگر دوسرا مذہب
 حق ہے تو مذہب نامیر کے رواج میں یہ سفارش کیا مئے رکھتی ہے اللہ اعلم بیننا
 و بین قومنا بلحق و انت خیر العالین۔ اتہی لخصاً تاریخ اسلام مطبوعہ علی
 جلد اولہ (۱۳)

یہ واقعہ تاریخ اسلام سے نقل کیا گیا ہے۔ پوری تفصیل تاریخ فرشتہ میں ہے جو مستند
 کی سب سے زیادہ مفصل و معتبر تاریخ ہے۔ اس کا مصنف فرشتہ حضرت ابنت کا ایک

بہت مشہور اور مستند عالم تھا مگر چونکہ اصل تاریخ فرشتہ فارسی زبان میں ہے اور اس کی
 عبارت بہت سہول ہے۔ اس وجہ سے اس کا نقل کرنا ضروری نہیں معلوم ہوا یہ واقعہ
 مشہور اور شہینی ہے کہ کسی شخص کو اس کے متعلق شک نہ ہو کہ اس خواب کے بہت
 مدت بعد جناب عبدالعزیز رضا صاحب پہلی ہوئے۔ انھوں نے اپنی کتاب میں اس واقعہ کو
 تسلیم کیا ہے۔ یہاں تک کہ ہیں "کیفیت خواب برہان شاہ و دعوت طاہر فرقی مذہب شیعہ
 یعنی برہان شاہ کے خواب اور طاہر فرقی کے مذہب میر کی طرف دعوت دینے کی کیفیت
 و دعویٰ مزیدی مطبوعہ علی (۱۳)۔ پھر اسی کتاب میں ہے سوال حکایت طاہر فرقی
 یا برہان شاہ کہ دعوت بکریلیہ میں یہ بود و شفا ہے پھر اور اسحق باقتیادہ سبیلہ
 شاعر شیعہ ساختہ یاد دہاے برہان شاہ جنابک سالک مآبد اور مومن آں جناب کہ
 فرزند تو شفا یافت و بگشتہ طاہر کن از تاریخ فرشتہ منقول فرمودہ بود یعنی طاہر فرقی
 کی حکایت برہان شاہ کے ساتھ کہ انھوں نے اس بادشاہ کو مذہب نامیر کے دعوت دی
 اور اس کے پسرے شفا ہو کر اس پر حلق کیا تھا کہ مذہب احمد آٹا عشر قبول کر لے کہ بعد برہان
 شاہ نے جناب سالک کو خواب میں دیکھا اور آخرت نے برہان شاہ سے فرمایا کہ تیرا
 فرزند بچا ہو گیا اور بچہ کے کہنے پر حلق کر لے حضور نے تاریخ فرشتہ سے نقل فرمایا تھا
 عزیزی جلد اولہ (۱۳)۔ اس کے سمجھانے اور مذہب ابنت کے کہنے کے لئے شاہ صاحب
 نے بہت ہتھ پائی مارے۔ مگر بیکار۔ اس کے شروع میں لکھا ہے "جو اب لہر بہان
 میں اس سوال و اشکال میں ہمارے پیش فرمایا آمد و در جواب آن خود حرات چند واقع شد کہ
 ایں وقت در حاضرت غیر است و منقول پیش غیر ماندہ یعنی یہ سوال اور آخرت چند
 میرے پاس آیا اور اس کے جواب میں کئی تحریریں ہوئیں گراں اس وقت وہ مذہب حافظہ
 میں ہیں۔ انکی نقل موجود ہے (۱۳)۔ عرض جناب شاہ عبدالعزیز صاحب بھی اس قسم
 سے لکھا کہ ہمیں کیا لکھا اس کو تسلیم کر کے اپنی کتاب میں درج فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ
 جناب طاہر علیہ الرحمہ نے صرف اپنے مذہب کی حقیقت کا جملہ اس بادشاہ کو دکھایا۔ انجی باب

براعت ان میں کسی کی رو میں کوئی تصنیف نہیں تھی۔ کسی مذہب بطریق اور اعتقاد کو پسند نہیں کیا۔ ہر مذہب کی تمام اشیاء کو غور کیا تو وہ اس سے عاجز بھی نہیں ہے جبکہ جہاں شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے شیعہ کی ترقی دیکھ کر خود ہی کتاب تحفہ انشاویہ لکھی جہاں مقدمہ تحریر فرماتے ہیں درجہ ترقی دیکھا یا نہیں ہے، غرض تحریر اس رسالہ اور مجموعہ اس مقالہ سے یہ کہ ہمارے زمانہ اور ہر دور میں بافضل مذہب یہ ہیں کہ مروج ہو گیا اور پھیل گیا ہے کہ بہت کم گھر ہوئے جن میں دو ایک آدمی شیعہ مذہب ہوئے ہوں اور ان میں سے کسی طرف راغب ہوں کہ یہ یہ عقیدہ از دو ترجمہ تحفہ انشاویہ ص ۵۳۰ جس سے ثابت ہوا کہ شاہ صاحب شیعہ کی کسی کتاب کے جواب میں یہ کہ نہیں لکھی بلکہ شیعہ کی ترقی دیکھ کر خود ہی بطور مکر اس کتاب کو لکھا۔ الحمد للہ اس کتاب کے بہت جواب لکھے گئے اور ہزاروں اوراق کے علمی و دینی تحقیقات آج وہ سب جمع ہو گئے۔ اسی طرح جناب مولوی حمید علی صاحب فیض آبادی نے کتاب غنی الکلام لکھی تو اسے جواب میں کتاب مستطاب استقصاء الافاق لکھی گئی۔ جناب قاضی احتشام الدین صاحب دارالحدیث نے نصیرۃ الشیعہ لکھی تو اسکے جواب میں انتشار الشیوہ اور روشنی لکھی گئی جنہاں اب محسن الملک مولوی محمد علی علی صاحب آیات نبیہ بھی تو اس کا جواب دی اجرات و آیات حکامات میں دیا گیا۔ مولوی عبدالحکیم صاحب تدریج نے ناطق سکینہ نبوت حسین لکھا تو اسکے جواب میں جواب تدریج شائع کیا گیا۔ مولوی عبد الشکور صاحب اخبار اہل بیت لکھتے ہوئے نکلا تو خود اس کے جواب میں کچھ اسے رسالہ التمثیل ہی کیا گیا۔ اسی سلسلہ میں جناب مولی حاجی شہار الدین صاحب مدرسہ ادب و اخبار اہل بیت اور مدرسہ خود بخود جہاں موبہ بھی کا سننے کے کہ جو یہ بہاد میں تشریف لائے اور بیتہ کے مشہور مدرسہ سکینہ نیز میں بیوی کچھ جناب عالم جلیل و تحقیق نبیل مولانا حکیم سید فرمان علی صاحب رحمہم مدرسہ علی سے زبانی مناظرہ کیا۔ پھر درود ہاں جوں میں تقریر مناظرہ ہوئے لنگ۔ مولوی تہا الدین صاحب نے اخبار اہل بیت میں اعتراض کرتے اور جناب مولانا مرحوم رسالہ اصلاح کچھ امین اس کا جواب دیتے تھے۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۲۷ ہجری سے ربیع الثانی ۱۳۳۲ ہجری تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ بعد کو مولانا مرحوم نے خود ارادہ کیا تھا کہ ان تحریروں کو کتابی صورت میں شائع کر دیں تاکہ سب ایک جگہ رہیں جہاں اپنے مترجم قرآن مجید میں اپنے اس رسالہ کا حوالہ بھی جگہ دیا ہے۔ مگر نزار افسوس موت نے بہت ندری اور آپ نے جلد ہی انتقال کر لیا جس سے شیعہ دنیا کو نقصان عظیم اٹھنا پڑا۔ چونکہ یہ کئی مضامین علمی اور دینی تحقیقات میں اپنی آپ نظر دیکھ کر دینیہ ہیں اس وجہ سے اب ادارہ تحقیق کچھ ان سب کو شائع کرتا اور اس کا نام شمل سابق الاولیٰ لکھا مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

جناب مولانا حکیم سید فرمان علی صاحب مجموعہ موضوع جنت مختصر حالات مرحوم اصنع درجہ (ملوہ بہار) کے باشندے تھے ابتدائی کتابیں اپنے اطراف میں دیکھ کر تھکوا تشریف لے گئے۔ وہاں کی سال کتابت اور حاصل بہار کے مشنول تحصیل علم ہے۔ آپ کو علمی اشداد کا اس قدر شوق اور تحقیق علم دین کرنے والوں کے ساتھ اتنی محنت تھی کہ اپنے زمانہ طالب علمی میں بقیہ لکھتے بھی چھوٹے لڑکوں کی خدمات انکی ماؤں کی طرح انجام دیتے اور چھوٹوں کو اس وقت سے بڑھا یا کرتے جناب حجۃ الاسلام مولانا السید محمد الحسن صاحب قلم و جناب حجۃ الاسلام مولانا السید محمد حسین صاحب قلم دام اللہ علیہما جناب حجۃ الاسلام مولانا السید محمد باقر صاحب قلم اعلیٰ الد مقام سے بہت دلوں میں تکمیل علوم و معارف کے اور مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ کی آخری سند ممتاز الافاضل سے شرف ہو کر اپنے وطن تشریف لائے جس کے تریب مظہر نور میں مطبہ شروع کیا۔ یہاں بھی انکی سلسلہ تعلیم و تدریس جاری رہا بہت سے اہل سنت علماء بھی آپ سے علوم و سید اور طلبہ حاصل کرتے رہے اور جس طرح اسکے دل پر انکی سکر بٹھ گیا۔ پھر مٹھ کا مشہور مدرسہ قائم ہوا۔

آج میری بی بی ادا دل دوست کا الجھڑی کا پر نظر فرما میں میرا سفر کی سرفی سے ملوایا
 پیشکش کرتا تھا جو اس واقعہ کو خبر دے رہا تھا۔ مجھے صرف مولوی شہاب الدین صاحب کی
 راستگی دکھانا ہے اور یہ بھی دکھانا ہے کہ یہ لوگ خدا خواہ کی چیز کو کچھ لے رہے ہیں۔
 میں اور حضرات اہل شیعہ بھی اسے اقرار کیا اور اس کا مطالبہ ہوا جو بعد میں فرمایا کرتے
 ہیں کہ اصلاح و سید غفر اللہ عنہ کی چیز لے گئے ہیں جس سے جھگڑوں کی تباہی ہوتی ہے حالانکہ اسکی
 خبر نہیں کہ شیعہ کبھی اپنی طرف سے اسے تباہ نہیں کرتے بلکہ ہمیشہ ان حضرات اہلسنت کے
 اعزازات اور یاد مراہیوں کا جواب ہے جس میں شیعوں کی طرف سے نہ کبھی جھگڑے کی
 ابتدا ہوتی ہے نہ ہوگی گمراہ تو یہ ہے کہ شیعہ ہزاروں لوگوں کو دہستہ کو بھڑکاتے ہیں
 رستہ خدا سے خدا سے کہنا کہ وہ اپنے ملے جانے اور بغیر جیسے نہیں مانتے اور بغیر دلو
 کچھ نہ کہتے شیعہ مخالف کی ضرورت پڑتی ہے۔
 اگر مولوی شہاب الدین صاحب کو شوق ہے تو ہم ائمہ اربعہ میں سے کسی سے لے کر آج میرا
 جس طرح چاہیں منکر کر لیں اور میں ہی آیت انا ولیکم اللہ و رسولہ اللہ سے متعلق ہوں
 ایسا لب کو ثابت کر دو گا اور اس وقت میں رہتا دوں گا جس طرح اس دن شب کو میدان ہند
 ہاتھ رما دوں مولوی صاحب وقت کی آگے اور آگے جھگڑائی کا گمراہی پتے پر بھی ملے گا کہ کچھ لے گئے
 نظر آئے اور ایسے محترم بزرگ مولوی سید حسن شاہ کھانہ سے مولوی داخل کے
 استعانت میں دیکھا داخل داخل تھے کہ مولوی شہاب الدین صاحب نے جو بڑے ہواں تھا اور کما
 یا بخوان اپنے کھیاں سے بن میں د آواز کہتے تھے کہ اب باقی عقل و دانش بایک گیسٹ
 اور میں ہر چیز دیکھتا ہوں مولوی صاحب بھی تشریف رکھتے ابھی تو اب باقی میں کیا ہوں
 کہ مولوی سے ہو کہ اتنے ہی دیر کی تقریر میں کچھ لیا تھا کہ یہ نرم جہاد نہیں ہے زمانا اور
 جیسے پھر نظر آئے اس کے اپنی اپنی حالت مٹانے کے واسطے آج آئے اپنے اخبار
 میں یوں گہر نشانی کی ہے۔ کہ مولوی صاحب کو یاد رکھنا چاہئے کہ شیعہ کا بعد از
 جنگ یاد آید کہ خود بایزید و ع ابہ بقتلے کا شوق ہے جب پڑاں چک گئیں کیت

میں سے مولوی صاحب کے حملوں کو قتل کر کے اور کی راستبازی اور صدق بیانی کی
 واد دیتا ہوں اور اس کے بعد جو تقریریں میں اپنی ہوں تھیں میں دین عرض کر دوں گا کہ تباہ کئے
 آسمان کر دینا ضروری ہے کہ میں مولوی صاحب کو میرا پس منظر لٹانے کا آفر دیتا کیا
 ہوا۔ اور کی وجہ بیان کرنے سے ناظرین کو اس تقریر کا زیادہ لطیف آگاہ ہو یہ ہے کہ مولوی
 علی لہاوی صاحب جو غالباً میرا باری کے مدرسہ کے مدرس ہیں ایک مرتبہ اس آئینہ پر چلے
 شیعہ کے اگلاٹ جاتا رہا اور میرا بعد مظفر پور افتاد میرا سوار تھا اور مجھے اپنی دھڑ
 شخص سے تیز لے کر اس کے گھوڑے پر بیٹھ کر اپنی دھڑ سے بھاگتے ہوئے دھڑ پر سے اور
 مجھ سے باتیں ہونے لگیں اس تقریر میں میرا شیعہ فرزند بچے کے کچھ سے میرا کیا کہتا
 وہ پوچھ لیا تھا اب اسے عرصہ کے بعد مولوی شہاب الدین صاحب کو اپنے خیال میں ایک
 بڑا آدمی تھا قاضی نجی الت مٹانے کے واسطے اپنا شیعہ بیانا بنا کر لے کر کے فرانسوس
 پشت بناہ بھی نام نہ نہ اب دیکھتے ہیں کہ اور ادنیٰ صدق بیانی کو انھوں نے لگا فرامیں۔
 ظلمیت کو شوق ہوا کہ اپنے کے مشہور مدرسہ اسلامیہ میں جگہ شیعہ علماء سے ملے شوق و
 توفیق ہوا مولوی عبدالہادی صاحب آج بھار کر اپنی حالت مٹانے کے واسطے لے گئے۔
 اگر فرانسوس میں تباہ نہ آئی۔
 میرا شیعہ باری مولوی عبدالہادی صاحب اور عبدالہادی صاحب نے جو بڑے بڑے مذہبی ہیں
 سچان الہی کی کہ وہ انکی طبیعت کے واسطے ناظر کا خیال پر تو میرا سیر کر کے انھیں معلوم
 نہیں کیا کیا کرتے تھے۔ ابھی حضرت ایک مرتبہ چار بزرگ تھے اب یاد آیا کہ جب
 مدرسہ کے مدرس علی مولوی فرات علی صاحب (فرات علی) کے ہیں مولوی سید حسن
 موجود تھے۔ کیا کہنا ہے اس وقت کوئی کہہ سکتے۔ اگر کہے تو ایک آیت طرح
 جواب کچھ کہہ سکتے ہیں اس وقت کہاں موجود تھا اس وقت تو بہت ذلیل و خوار
 اور مولوی سید حسن صاحب اور سید عبدالہادی صاحب وہاں موجود تھے۔
 معمولی خراسانی کی کہ بعد میں نے گھٹو شیعہ سرخ کر دی۔ یہ بھی وہاں کچھ لے گئے

دفعہ کسی صاحب سلامت قابلیت ضروری تھی۔ اور کچھ بھی نہیں۔

تذکرہ سنی میں شریک باہیت اور ترقی علیہ کتاب قرآن مجید ہے۔ ہاں جناب قریح کہا آپ نے۔ واقعی اسی قدر میری شہرت سنی کی شریک باہیت قرآن مجید کو قدر دیا تھا اور اب بھی ایسی برائے ہوئے ہیں جسیتی کے مصداق وہاں خاص ہوں یا نہ ہوں۔ مگر قرآن مجید ان دونوں میں سے کسی کی باہیت شریک نہیں ہو سکتی ہے آپ کی غلطی ہے جس پر آپ نے سختی ہوئی صاحبان ایک غلطیت پر کمال لے کر اپنی اور مردوں کا ہر کیا تھا۔ اور آپ کی الجھڑی کو کیا معقولی مانا تھا اب بھی آپ کی غلطیت پر صاف کرتے ہیں سنی اتنی جالا کی تو ضرور کہ ہے کہ اس وقت شریک سنی کی شریک باہیت فرمایا تھا اور ایسی شہ سنی میں شریک باہیت فرماتے ہیں مگر یہ چالانی کچھ کام نہ آئیگی۔

یہ دوسرا دام بر سر ڈال کر کہ عقدا را لعید است آشیانہ جب آپ کیا معقولی ایسے ہیں تو معلوم نہیں دوسرے کیسے ہوں گے۔

قیاس کن رنگستان من بہادر

آپ نے یہ ضرور کہا تھا اور دہلوی سید حسن صاحب نے اس پر من بھی کیا تھا اور میں نے اسکو بہت ساری چٹھوں کر کے اس کو حق کرنا مناسب سمجھا تھا اور دہلوی صاحب کو باز دکھا تھا۔

منا سبک کہ شیعہ سنی کے مسائل اختلافیہ اسی کتاب (قرآن مجید) سے ہوتا ہے۔ سبحان اللہ اب بھی کس قدر سچ ہوتے ہیں حضرت استاذ مجھے باعد آپ اپنی جھڑی کے واسطے باق کو ظم انداز کر دیا تھا اب سنی نے آپ نے فرمایا تھا کہ شیعہ سنی میں اختلاف صرف مسئلہ خلافت میں ہے اور اسکو قرآن ہی فیصل ہونا چاہیے جس میں حق سنی کی بات تھا کہ اب اختلاف صرف خلافت نہیں ہے بلکہ تفسیر سے لے کر قیامت تک ہر مسئلہ سنی میں اختلاف ہے مگر آپ تو اٹھنا حق میں شریک ہیں اور یہاں بھی دیکھ کر کہنے کیا کچھ لگا۔ الصلوٰۃ کا لطیفہ الثانیہ

تھوڑی قرآن کی حسنا نے جواب میں قرآن مجید کو دہا کر مانا اور کہہ انا ویکم بہ اہم بڑھی۔ آپیں بھی آپ کہنے کچھ جھوٹ بولی گئے ہیں مگر ہمارا کہ نہیں مانا تھا اب اگر آپ نے تو سمجھ کے میں نے آپ کے قول کو تسلیم کر لیا تھا اور کوئی نقص وارہ نہیں کیا تھا اور آپ ہی کے قول کی بنا پر اثبات خلافت میں یہ آیت پیش کی تھی۔

اور آپ کی فرمائش سے وجہ استدلال اور شان نزول بھی بیان کر دیا تھا۔ فرمایا کہ آپیں ذکر ہے کہ جو لوگ کو ع میں کوۃ دیتے ہیں وہ تھامسے ملی ہیں یہاں میں نے بیضا شریک اور کوا کر دیا تھا۔ میں جو وجہ استدلال اور شان نزول بیان کیا تھا اور جس عنوان کا ترجمہ کیا تھا ان سب کو آپ بھی یاد اور صرف ایک جملہ اپنی طرف سے لے کر لے کر لکھوا۔

تذکرہ سنی و دونوں پر اتفاق کر کر کتاب علی مرقی نے کچھ غلطی سائل دی تھی میں نے کہا سنیوں کا نام تو شریک ہے وہ تو اس روایت کو موع (جھوٹا) بتلا ہیں وہی آپ بھی کس قدر کچھ ہیں کوئی کلمہ بھی پورا پورا صحیح نہیں ہوتے۔ آپ نے تو صرف علامہ شیعہ کا نام لیا تھا کہ وہ اس روایت کو موع بتلاتے ہیں اور آج آپ نے کہ میں کہ سنیوں کا نام لیتا ہوں میں طرح آپ اس نقل میں کچھ میں اس طرح آپ اپنے قلم میں بھی لکھتے ہیں۔ اگر آپ میدان مناظرہ میں تشریف لائے گا تو میں بتا دوں گا کہ سنی اس کے مخالف ہیں ملاحظہ ہو سنجہ السنہ۔ یہ آپ فرمائیے ہیں جس کے جواب میں میں عرض کر دیا کہ کربلا خود یاد زود وقت تو آپ نے اس کا نام ایک کلمہ بھی اپنی زبان پر جاری نہ کیا تھا۔

اس پر بھی اگر نہ مانے تو میں مجبوری آیت پڑھوں گا۔

علامہ اس کے آیت جملہ سنی ہے جو وقت نزول سے آہستہ آہستہ تک اپنا حکم دیتا ہے یہ کہ آیت کے معنی رحمت شیعہ ہے جو وقت نزول آیت حضرت علی علیہ السلام سے تھا حالانکہ اس وقت جب نبی صلا زندہ تھے اور خلافت کے مفہوم میں ابودت بنو ہاشم جملہ امیہ والا ملا تو آپ نے شریک فرمایا تھا اور شاید آپ نے یہ بھی دیکھا کہ ایک سچ بولے۔

ہیں۔ مگر اپنے ہرگز نہیں فرمایا تھا کہ وقت نزول آیت کے حضرت علی خلیفہ تھے۔ آپ نے
کہا کہ یہ حق میں بخیر کو عرض کرتا ہوں۔

اس تقریر کو خدا مطلق طریقہ سے ادا کیا۔ کیونکہ ہوا بھی ایک مطلق مولوی قاضی
بیس کر چکے اور بھی نہیں ہوئے۔ مگر ایک مطلق ہوئے نہیں کیا تبہ ہو سکتا ہے جب ہی
تو آپ نے مولوی سلمان کے نزدیک لیکھا مفتوی خود پائے اور یہی کی مشترک اہل بیت فرما کر
قرار دیا۔

وقت جب تھا تو مولوی قاضی نے فرمایا کہ ہاں اور سوچی و خیالی قرار ہے۔ بیشک میں نے
یہ جملہ فرود کیا تھا مگر اسے ساتھ کر لیا تھا یا نہیں اور سو آپ اپنی نیک نیتی اور قیاس
سے غم انداز کر دیا۔ آپ تو خود خط لکھ کر دو اہل بیت پر عمل کرتے ہوئے اور انہیں
بیکار ہی کو غائب۔

میں نے کہا کہ بحیثیت خلافت کے الاتباع تھے تو کیا خلیفہ سرور جنت کے قتل
از نصیب ابداً زعل بھی واجب الاتباع ہوتا ہے۔ مولوی صاحب آپ نے جو ٹوٹے
میں استاد امداد چھلکے یہ کیا ہے۔ حیثیت کی قید تو مولوی سبط حسن متنا کی سو گالی
ہوئی آپ کو سچی تھی۔ تقریر کے وقت تو ہرگز یہ الفاظ اچھی زبان سے نکلے تھے اور اگر
میرے کہنے میں کچھ شک ہو تو میں ہر جہی آپ پر ٹوٹتا ہوں۔ میں کچھ بولوں کی منع و نالی ہے
مولوی صاحب کہا ہاں ہوا تو جو سلمان اور میں نے کہا تھا انہیں کیا نکتہ دو
آپ پر بھوں پر قتل خدا آپ اپنی عادت سے باز نہ آئیں گے۔ میرے ہر تشریف نامہ
رحمت خدا کی۔

مگر حضرت دو سے مولوی صاحب سبط حسن نے ادنیٰ تفتیش یا تائید کی۔ شاہد اور
آپ کا قلم ہے کیا کہ کسی گزاردی نہیں لیتا جھوٹا کلام نہ ہے کہ اعدا آتا ہے مگر آپ
انہیں غرور دار ہیں کہ رو بہ نہیں مارتے۔ مولوی صاحب نے تفتیش کی تھی نہ تائید۔
اور حضرت سے بلکہ ہم لوگوں کی طوالتی تقریر کہ بعد یہ اہل بیت کہا تھا جس کو آپ خود لکھے

نقل کرتے ہیں کہ "مان لیجئے" اور "گوارا حافظہ بنا شد آپ ہی کے واسطے موضوع
ہوا ہے۔"

کہ کہ آپ (مولوی فزان علی قضا) مان لیجئے کہ بعد از عمل خلیفہ بحیثیت خلافت
واجب الاتباع نہیں رہتا مگر بحیثیت ولایت ہو سکتا ہے۔ آپ بھی آپ اپنی
راست گفتار منافی باز نہ آئے۔ مولوی سبط حسن صاحب نے یہ البتہ فرود کہا تھا ان
عزل الخلیفۃ فاتباعہ لیس بواجب من عند الانجمنہ آپ نے اس جملہ

شرط کو ساتھ لیا کہ مولوی صاحب نے مطلق حق میں اپنے الٹی درجہ میں غلطیلائی اور کہہ کر
مکمل کیجئے کہ لیس کے مطلع بالکل صاف ہے معلوم ہو کر ولایت و خلافت دو
جہ واحد و مقہوم ہیں۔ ہاں یہ شک آپ نے یہ کہا تھا کہ اگرچہ حجت ہے کہ آپ سچ کہہ کر
بول بیٹھے۔ ہاں صحیح تو ہے انصار کا لعلام

"مولوی سبط حسن صاحب نے تسلیم کیا کہ ہاں ولایت عام ہے۔ یہاں بھی آپ
دی جہاں چلے لکھ کر دو اہل بیت کو خدا اور لایم۔ سارہی کو چھوڑا۔ مولوی سبط حسن
صاحب نے یہ بھی کہا تھا۔ مگر مصداق آدوں ایک ہیں۔ اسے بعد جو آپ نے تحریر
فرمایا ہے بخلاف سچی سن ترقی ہے اس وقت تو یہ سب کچھ نہیں کہا تھا اور
اس کے جواب میں میں یہ لکھ کر خود باز دعو عرض کر دیں گا۔

اس پر وہ دونوں صاحب کہیں ہوئے تو ہم نے سب اعراض کر کے رخصت حال
کی۔ یہ وہ ایک دل ہی جانتا ہو جسے کہنا ہے ہوئے اٹھے تھے۔ آپ فرمائیے
عجب دلاور است ذلتی کہ کبھی چراغ دارد

تو ہر سے دور دونوں صاحب کی اخلاقی حرارت سے ملاقات و باز دید
کو جملہ گاہ میں تشریف لائے۔ باز وہ تو سچ کہا ہی تھا کہ یہی مقصود تھا کہ وضع
گوارا یا باید و شاید۔ مگر انہیں آپ جیسے میں نے اور مجھے آپ کی پہلے سے
خبر نہ تھی۔

جس کے لئے ہم ان کے مشکور ہیں انا یا آپ مشکور کا فقہ کس موقع سے صرف
 کیا ہے یہ بھی آپ کی عمر بیت کی دلیل ہے۔
 ابن قاری سنیر کہتے ہیں کہ وہ صاحب کیا باتیں چاہیں آتا تو
 اس میں جکے کہ یہ حضرات آئے ہیں تو میں موجود نہ تھا جب میں آیا تو میں سلسلہ
 کلام شروع ہوا۔

نواب ابوصاحب (مجھے بچھو کر) کہنے لگے کہ وہ خدا کے سب حضرات نے میری عزت افزائی کی تعظیم کو اپنے میں بھی سلام کر کے دیکھ لیا۔
مولوی عبدالہادی صاحب دہلوی تھانہ ابوصاحب کو اپنی حالت مفاد واسطے لائے تھے میری طرف مخاطب ہو کر، آپ مجھے تو بچھاتے ہو گئے۔
میرا اچھی طرح تو نہیں جانتا۔

میں۔ ایک اور صاحب نے کہا کہ میں نے اس کے بارے میں کچھ نہیں سنا ہے۔
میں نے کہا کہ میں نے اس کے بارے میں کچھ نہیں سنا ہے۔
میں نے کہا کہ میں نے اس کے بارے میں کچھ نہیں سنا ہے۔

مروئی شہزادہ صاحب زور میں اس وقت تک ان سے واقف نہیں ہوں
میں نے آپ کی تعریف بہت سنی ہے اور آپ کا علم و فضل کا بہت شہرہ ہے۔
میں ۔۔۔ یہ تو کسی قابل نہیں اس کا حال الیہم ہوں۔

مولوی شمس الدین صاحب بخیر اس وقت اسلئے آیا ہوں کہ آپ کچھ کلمی باتیں کرو۔
 میں بسم اللہ۔

مولوی شہداء اللہ صاحب۔ اس میں شک نہیں کہ شیعہ علماء نے قرآن ہے۔
مولوی اسد الحسن صاحب۔ ایں یہ اہمیت شکر کر گئی۔

میں - خیر مانے دیجئے کہ کوئی بات نہیں۔
میرزا محمد صاحب جناب یہ دانیالہ کے خلاف جو آپ ایک صاحب

میں آپ سے مخاطب ہوں آپ ہی جواب دیں۔
 میں اچھا جناب آپ فرمائیے میں ہی جواب دوں گا۔ آپ نہ بولیں گے۔
 مولوی شیوا اللہ رضا خاں۔ میں ثابت کر دوں گا کہ ماہیت شکر کہنے
 میں کوئی مضائقہ نہیں۔
 خاں آت ثابت کر دے گا۔ یہ کوئی تعرض کی بات نہیں ہے۔ آپ کو جو

مولوی ثناء اللہ صاحب - تمام فرق اسلام قرآن کو اپنا سہارا بنا کر رہتے ہیں اور اس میں تمام احکام کو جوحد نہیں

میں یہ تمک اور قرار دیتے ہیں اور تمام احکام بھی یوں گریب صراحتاً
 نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سے اجمال اور بہت سے کنایت۔
 مولوی ثناء اللہ صاحب - اور یہ نیز میں مابہ الاختلاف صرف مسئلہ

امامت ہے۔
میں صرف مسئلہ خلافت ہی باوجود اختلاف نہیں ہے بلکہ من التوحید الخ
بہت سے مسائل میں اختلاف ہے۔

مولوی سبط حسن صاحب (مجھ سے) خیر اس وقت مان لیجئے کہ کرائے
میں ۔ اچھا جناب بہنہ لگے فرمائیے ۔

مولوی شہار الہ رضا خاں۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی آیت تہت فلاقت
بلا فصل میں پیش کیجئے

میں۔ اہل تشیع بہت غلامت بلا فصل علی بن ابیطالب میں بہت ہو کر رہ گئے ہیں۔ ان کے ایک آیت ہے اَعْلَمُتُمْ کہ اللہ و رسولہ و آلہ و اہل بیتہ اسوۃ الدین لعلکم تتقون الصلوٰۃ و یومنون الزکوٰۃ و یؤتوا من الرکوع اس آیت

ترجمہ تو یہ جانتے ہی ہیں۔ شان نزول میں بھی غالباً آپ کو اختلاف مولوی شمس الدین صاحب۔ آپ بیان فرمائے۔

میں۔ ترجمہ تو یہ ہے۔ تمہارا حکم اور سرپرست صرف خدا اور اس کی رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور نماز کو پرا دھتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

شان نزول میں سکے قریب قریب کل مفسرین کا اتفاق ہے کہ علی بن ابیطالب کی شان میں نازل ہوا ہے۔

مولوی شمس الدین صاحب۔ یہ قول ہے۔ ہم البدریث کے بڑے بزرگ علامہ ابن تیمیہ کا قول ہے کہ یہ حدیث مؤخر ہے کہ یہ علی بن ابیطالب کی شان میں نازل ہوئی۔ جناب وجہ استدلال بیان کیجئے۔

میں۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ خداوند عالم نے اس آیت میں حکومت کو اپنی ذات اور اپنے رسول اور ان ایمان داروں میں جو احکام رکوع میں زکوٰۃ دیتے تھے مقرر فرمایا ہے اور ان ایمان داروں سے مراد (بقول مفسرین) علی بن ابیطالب ہیں۔ پس حکم ہم لوگوں کے صرف یہی تین قرار پائے۔ اول خدا۔ دوسرا رسول۔ تیسرا علی بن ابیطالب۔

مولوی شمس الدین صاحب۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ جملہ اسمیہ ہے۔ میں۔ ہاں ہے۔

مولوی شمس الدین صاحب۔ اور جملہ اسمیہ ثبوت دوم پر دلالت کرتا ہے میں۔ اچھا پھر دعا لکھو یا سہ خود بھی مسلم نہیں۔

مولوی شمس الدین صاحب۔ تو ثابت ہوا کہ علی بن ابیطالب وقت نزول سے الی ابد الابد واجب التبع تھے۔

میں۔ ہاں۔ یقیناً۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اس سے بھی قبل سے واجب التبع

تھے پھر اس پر غرالی کیا لازم آتی ہے۔ مولوی شمس الدین صاحب۔ پھر اس سے خلافت ثابت نہیں ہوتی کہ جس کا آپ نے دعویٰ کیا تھا کیونکہ اس سے مفہوم میں جدیت ناخوہ ہے۔

میں۔ ضرورت ہی ثابت۔ مگر ہاں بات یہ ہے کہ میری اور آپ کی اصطلاح میں فرق ہے۔ تو بہتر ہے کہ پہلے خلافت کے معنی طے ہو جائیں۔

مولوی شمس الدین صاحب۔ قیصر بنان کیجئے۔ میں۔ آپ کے ہاں خلافت کے معنی یہ ہیں کہ رسول کے بعد جس شخص کا اجماع ہو کہ کسی خلیفہ رسول بنالینا اور سیرت نبی میں یہ صحیح نہیں بلکہ خلافت کے معنی یہ ہیں کہ ریاست عامہ جو چندوں کے امور مامور و مامور کی اصلاح کے واسطے متجاہد رسول کی جانشینی سے حاصل ہو۔

اور اس کا نفاذ ہو اور عام طور پر اگر رسول کے بعد بوقت اسے مگر اس کے قبل بھی خلیفہ واجب التبع ہے مگر رسول کی موجودگی کی وجہ سے اس کو اپنے احکام جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور اس کی حالت بعد کسی بادشاہ کے ولیمہ کی ہوتی ہے۔

مولوی شمس الدین صاحب۔ تو یہ وہاں ایک حد شرطیہ جانتے ہیں اس میں اختلاف قاتلہ نہیں بلکہ واجب التبع ہے یا نہیں مگر ما شاء اللہ لو تئیں میں غرالی برابر میں ضروری ہی ہوتے رہتے۔

میں۔ صحیح نہیں ہے۔ اس کا مقدم و تالی دونوں غلط ہے۔ مولوی شمس الدین صاحب۔ کیا شرطیہ کی صحت میں مقدم و تالی کے صحت کی ضرورت ہے تو یہ شرطیہ لسان اللہ و لسان اولی العباد میں بھی غلط ہوگا۔

میں۔ نہیں۔ مقدم و تالی کے صحت کی ضرورت نہیں بلکہ میں مقدم و تالی ایک علاقہ جو تمام پر دلالت کرتے ضرور ہونا چاہئے اور اس کے شرطیہ صحیح نہیں ہو سکتا اور یہاں نہ مقدم و تالی صحیح ہے نہ دونوں میں علاقہ صحیح ہے۔

میری اتنی قدر کہ بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے بات نہیں کیا
 آواز نہیں بھگی تھوڑا پانی ملائیے۔ جب پانی دیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں گرم پانی
 پیو گا۔ عرض پانی گرم ہو کر آیا اور آپ نے نوش کیا اور اتنی دیر میں کچھ سوچنے سا چچ
 پھر تیار ہوئے اور فرمایا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نوکیل خلیفہ ابو العزیز بھی واجب الاتباع ہو گا۔
 میں۔ یقیناً۔ کیونکہ ہماری آپکی اصطلاح میں فرق ہے۔ پہلی عرض کر چکا کہ
 مخصوص من اندر ہوتی ہے پھر آدمیوں سے کسی کو اس کے عزل و نصب اختیار نہیں
 اس پر خلیفہ کا معزول ہونا محال اور جب صدر محال ہو تو اس پر قاعدہ کلیہ الحال المستتر
 المحال دوسرے محال کو بھی مستلزم ہو گا۔
 اس تقریر میں مجھ سے اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے جو دینک گفتگو کا سلسلہ
 اور آپ نے پھر آواز کی خوشی کا عندیہ بار پیش کیا۔

مولوی سبط حسن صاحب۔ اجازت لیکر میں دیکھتا ہوں کہ آپ دونوں
 حضرات ایک مطلق سلسلہ میں سمجھے ہوئے ہیں اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ لہذا میں اس سلسلہ
 کو قطع کرتے کیونکہ عرض کرتا ہوں کہ آپ دونوں صحیح مان کر جواب دیجئے۔
 میں۔ میں یوں مانوں۔ اگر غلط کہتا ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب فرادیں۔

مولوی سبط حسن صاحب۔ اچھا صاحب آپ نے مانے میں اسے مان کر ایک
 طرف سے جواب دیتا ہوں۔ ہاں جناب سنے۔ اچھا میں بتا ہوں کہ یہ فیضہ صحیح ہے ہر
 جنرل الخلیفہ فاتبعہ لیس واجب من ہذا الجہۃ واما من جہۃ الولاۃ
 فاتبعہ واجب (اور اس کوئی اہم لفظ دیگر ثابت کیا)

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تو اب میدان بالکل صاف ہے اور کل مقصود صاف
 نظر آتا ہے۔ جب یہ دونوں مہموں مجاہدانہ تو ولایت کے ثبوت سے خلافت کیونکر
 ثابت ہو گی۔

مولوی سبط حسن صاحب۔ آپ کا کل مقصود صاف نہیں ہے۔ اور میں یہ
 سے کہتا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں اور میں جکا۔ ولایت خلافت دو جدا مقصود ہیں
 دونوں پر عدم خصوص مطلق کی نسبت ہے مہموں مجاہدانہ تو ہوں مگر مقصد اقامت
 دونوں ایک ہی ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب (اسے اس کا جواب توین نظر اور کھسا نے جو کہ
 بھگائے تھے تیرہ سو کرتے تھے اور کھسا ہو کر بولے) آپ کے کل مقدمات بعض
 نظری نہیں بلکہ مرجع البطلان ہیں اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ غلطی سے عبادت
 سے کہ عظم معافی و بیان وغیرہ برائے اہل کراؤ کے قاعدہ سے گفتگو نہیں کرتے فقط
 اہل کراؤ کی زبان پر کرتے ہیں (اس کے الفاظ اور بھی بولے یہ آپ کی تہذیب تھی)
 میں۔ یہ وہاں غلط ہے بالکل خلاف ہے۔ تہذیب میدان سے باہر جاتی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ میں کیا خلاف تہذیب یا تکیہ تو مناظرہ کی اطلاع ہے
 میں۔ اصطلاح یہی۔ مگر انسانیت کوئی چیز ہے۔ زہر مار کر نہ اور نوش خزانے کے ایک
 منہ ہیں مگر پھر بھی کتنا فرق ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب۔ پھر میں کہاں سے ایسے الفاظ لائوں۔

مولوی سبط حسن صاحب۔ مجھ سے یہ سمجھئے اور جیسے الفاظ میری زبان سے
 نکلے ہیں اسی طرح بولے۔ اس قسم کی باتیں ہوتی تھیں کہ۔

مولوی سبط حسن صاحب نے فرمایا کہ شان نزول کے بارے میں تو امام رازی
 نے بھی علی بن ابیطالب کی کوکھ سے اس پر۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے فرمایا کہ ہرگز نہیں امام ایسے نہیں ہیں اگر امام
 لکھا ہو تو میں شہم ہونے کو تیار ہوں مگر اس پر بھی قہم نہ رہے۔ کوئی بات یہ کہ
 نواب ابو صاحب۔ میرے خیال میں یہ بحث فضول ہے۔ اس کوئی نتیجہ نہیں
مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اہل علم کے پاس کہ کوئی باتیں نہ ہوں تو کیا

پیشگی باتیں کروں۔ اچھا یہ ہے تو یہی ہی میں کو پیشگی باتیں کرنے کو بھی تیار ہوں۔
 میں۔ نہیں جناب آپ بھی ہی باتیں کیجئے۔ ہاں مولوی صاحب کے مقدمات کا جو جواب دیجئے
 مولوی ثناء اللہ صاحب۔ میں ایسی باتوں کا کیا جواب دوں وہ قد ذاتی خیالیا
 وفتایا الکلام۔ میں اب جانہ ہوں وقت زیادہ آیا میری وار بھی کام نہیں رہتی۔
 میں۔ اہ اس سے اتنا تو معلوم ہو کر آپ خدا اللہ پر بھی ہے۔ معاف کیجئے گا
 یہ اس کھڑکا جواب ہے جو آپ نے ملایا شیعوں کی نسبت فرمایا تھا۔ ابھی جائے کہ
 ابھی وہاں ٹھہرے ہیں شہر میں ہیں کچھ دراندیش نہیں۔ ابھی تو آپ باتیں ہی نہیں ہوئیں۔
 مولوی عبدالبہادی صاحب تو اب آپ دونوں صاحب (مولوی ثناء اللہ
 صاحب اور میں) بد مذہب ٹھہرے۔ اس کھڑکے سے کچھ شخص ہوا۔ اور فرمایا ابو
 صاحب نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ اگر اس کا نتیجہ رنج ہے۔
 اس پر مولوی ثناء اللہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور میں ہر چند روکنا نہ کرنا
 مانے اور چلنے پر آمادہ ہو گئے۔
 میں (دست امر کے بعد) حضرت خیر آپ تو مانے ہی نہیں۔ آپ تو جاتے ہیں
 مگر اپنا اسم مبارک تو بتاتے جائے۔
 مولوی ثناء اللہ صاحب (کھڑے کھڑے مبارک نام بارک تو ہی نہیں نام
 بوجھ کے کیا کہئے گا۔
 میں۔ جناب آخر آپ کا اس میں نقصان ہی کیا ہوتا ہے۔
 مولوی ثناء اللہ صاحب۔ مجھے ثناء اللہ کہتے ہیں میں امر سرکار ہے والا ہوں۔
 میں۔ آپ کا قیام یہاں کہاں ہے۔
 مولوی ثناء اللہ صاحب۔ اگر کہنے کا وعدہ فرمائیں تو میں نے تعلیم کج تیار ہو کر رہا
 میں۔ یہ تو اچھا اور محال لازم ہے حضرت اس میں کچھ حرج ہی کیا ہے۔
 مولوی ثناء اللہ صاحب (اپنے ساتھی سے) مجھے تو یاد ہی نہیں۔ تباہ و

چتھر کی مسجد۔ مدرسہ۔
 اسکے بعد آپ نے کھڑے کھڑے مصافحہ کیا اور تشریف لے گئے اور کھینچے میں
 مولوی سبط حسن صاحب کو تو آموز کہتے گئے۔
 یہ سچے واقعہ جو چارے اسکے درمیان گزرا اور جس کے بیان میں مولوی ثناء اللہ
 صاحب نے اپنی راست گفتاری اور دیانت کی دلاوی ہے۔
 مجھے حیرت قویہ ہے کہ اس مذہب کے حجاب علم کی یہ حالت ہے تو اور لوگوں کی
 کیا حالت ہوگی۔
 گر ہمیں کتبہ است وایں ملا کار لفظاں تمام خواہ شد
 والسلام علی من اتبع الهدی (فرمان علی علیہ السلام یہاں یہ بیٹہ)
 اصل لائح۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اٹھ کر بحدیث کو کذبہ روح گوئی سے
 دوسروں کے لئے اس قدر نفرت ہے کہ ہر جلسہ میں آپ اپنے بھائیوں سے اس کا علم
 لیتے ہیں کہ کھڑے ہوئیں گے۔ یہاں تک کہ آپ نے جو اپنے دائرہ ہونے کا
 پروگرام شائع کیا ہے اس میں جھوٹ بولنے والے کو ۲۰ بیت (سید) تجویز کیا
 اور آخر میں جلا وطنی کی سزا۔
 لیکن ذات خاص اس قدر جھوٹ بولنے میں مشاق ہیں کہ اپنے جھوٹ کو جھوٹ نہیں
 جانتے۔
 مولوی صاحب نے یہ سب تقریر تو کی مگر اس کو نہ بتا کر آخر یہ آفرینی مجمع ہے یا خطا
 یا ستمی ہے یا نہ معنی کوئی غم غمی ہے یا نہیں جو خداوند علم صحر کے فرمایا ہے کہ
 ولی بہارا خدا رسول اور وہ لوگ جو اقامتہ صلوة کرتے ہیں اور نکوۃ دیتے ہیں
 حالت رکوع میں۔
 اگر یہ قرآنی آیت ہے اور وہ کوئی معنی رکھتا ہے تو یہ سلمان ملازم ہے کہ اس پر ایمان
 لائے اور قبول کرے کہ ہمارے ولی ہی تین ہیں خدا اور رسول اور وہ شخص جو امت

آیت اِنَّمَا وَلِیْکُمُ اللّٰہُ

۱

جناب امیر کی بلا فصل خلافت کا ثبوت

اجاری دنیا کی سہ کرنے والے۔ زمانہ کی کاپی لکھنے والے کھرے کھونٹے کے رکھنے تھے جن کو باطل کی تہز کیلئے والے اس سے خوب آگاہ ہیں کابل حدیث اخبار کے اڈیٹر مولوی شہداء اللہ صاحب چار پانچ ماہ قبل مجھ سے سہادت کے واسطے آئے تھے اور مجھ سے اُن سے جو باتیں ہوئی تھیں اُنھیں ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

میری تحریر کے جواب میں مولوی شہداء اللہ صاحب نے اپنے اخبار میں میرے نام ایک کلمی چھپی اور پھر میری منظرہ کے شوق و شغف کا اظہار کیا تھا۔ اُس میں اسکا وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارے مضمون کو جس جواب کے ذکار علیہ کے نام سے اپنے اخبار میں براہ شائع کر دیا کروں گا میں نے اس کلمی چھپی کا جواب لکھا اور اخبارات میں اور خود مولوی شہداء اللہ صاحب کے پاس بھی بھیج دیا اور چونکہ مبارکہ مقصود تھا بلکہ اثبات حق و ابطال باطل بلکہ نظر حق اس لئے قصہ منقہ کرنے کی غرض سے اُس جواب میں چند امور جو میرے اور مولوی شہداء اللہ صاحب کے درمیان شیخ طلب اور نقل سے طے ہو چکے تھے ضروری تھے بغرض دریافت کیجئے تھے مگر انیسویں مولوی صاحب نے اپنے وعدہ کے خلاف پہلو تہی کی اور جواب دینا خود کناریا شیخ نے نہ کیا اور اگرچہ اخبار شائع ہوئی میں وہ مضمون

روکے میں رکھ دیتا ہے جس کے بعد اس کو یہ دریافت کرنا ہوگا کہ وہ کون شخص ہے جس نے حالت روکے میں رکھ دی کہ وہ سراسر کوئی استحقاق ولایت نہیں لکھتا۔ پس اگر حضرات اجماعت سے ہوتے جن کا مقولہ یہ ہے اصل دین کا کلام اللہ مقدم داشتن کو پس اس آیت پر ایمان لاتے اور اس کے مضمون و مرصاد کی تحقیق کرتے۔ مگر رسول اللہ کی حدیث کو نہ ملاحظہ کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے ہر کوئی خرافوں کو چھوٹے گمراہ کے حلقے کے نیچے نہ آئے گا جس کی تصدیق اسی نبوی کریم نے جہلا سمیع کمال کر دہ و دام بولائی کرتا ہے۔ اس آیت کو غیر اذہاں تسلیم فرما دیا۔ اس سے بڑھ کر آپ کی ایمان داری کیا ہو سکتی ہے۔

اگر اس آیت سے ولایت جناب امیر علیہ السلام علیہ السلام کے نہیں ثابت ہوتی تو پھر ولایت رسول اللہ بھی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ قرآن آیتوں میں ہے جس حضرت کی ولایت مذکور ہوئی۔ اور ولایت جناب سالت مابعد کا قبل از نبوت کوئی قائل نہیں۔ البتہ صاحب تقریر آپ کے اس آیت سے ولایت رسول اور ولایت جناب امیر دونوں ساتھ ہوئی۔ نا فہم۔

اور چونکہ اس آیت کریمہ کی پوری تفصیلی بحث کتاب بطلان البدیع معروف میں مذکور ہے میں ہونے لگی ہے جس میں ان مفسرین کے تمام اقوال معجوبہ ہیں جنہوں نے اس کائنات میں رسول پر شان جناب امیر لکھا ہے۔ اور علمائے فرنگی محل سے جو تواتر دلیل شرعیہ اس کے لئے پیش کیا ہے اور اس کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ کتاب زبان اردو میں تصنیف کی ہے اور اس کی روشنی نے ایک عالم کو منور کر دیا ہے۔ اگر مولوی شہداء اللہ صاحب کی عالم سنی سے ہو سکے تو اس پر تفصیلی بحث کرے جو محال ہے۔ پھر قدرت خدا دیکھئے کہ اصلاح کس طرح اظہار حق میں کی کرتا ہے۔

واللہ بالغ امر (اڈیٹر)

(مستوفی از رسالہ اصلاح مجلہ ۱۲، اجاری ۱۳۳۶ء)

کو قطع درمید کے بعد شایع ہو گیا۔

اور مجھے اس کے جواب میں ایک کارڈ مورخہ ۲۹ مئی ۱۹۱۷ء لکھا کہ میں آپ کے خط کو براہ یوںٹی رکھتا ہوں آپ رسالہ بے شک لکھیں مگر اخباری مضمون بھیجیں جو جواب شایع ہوتا رہے گا۔ کیونکہ اس میں ایک ختمہ جہ ہے۔

میں نے اس کے جواب میں ۱۱ مئی ۱۹۱۷ء ایک کارڈ مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۱۷ء لکھا کہ میں جواب ایسا مضمون شایع کر چکا ہوں کہ آپ ان باتوں سے قطع کر کے میرے متبع طلب امور کا جواب دیجئے۔ پھر میں اصل مضمون شروع کر دوں گا۔

اس کا مولوی صاحب نے کوئی جواب دیا اور میں براہ نظر رہا۔ اور ایک مہینہ تک سکوت محض رہا۔

ایک ایک مولوی صاحب کا ایک کارڈ جواب نے اپنے اوپر سے الزام چھوڑا ہے اور اپنی سرخوئی کے واسطے اپنے دوست مولوی عبد الرحیم میرٹھ کا روٹی ٹینے کے نام سے لکھا تھا نظر پڑا۔

جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی فرمان علی صاحب نے مجھ سے علی کیا تھا مگر احوال مضمون نہیں بھیجا ممکن ہو تو یاد کرادیجئے۔

میں نے اُسے دیکھ کر فوراً مولوی صاحب کو مورخہ ۵ جولائی ۱۹۱۷ء ایک کارڈ لکھا کہ سبحان اللہ آپ اپنے ہم چشموں میں سرخوئی کے واسطے مجھ ہی پر الزام رکھتے ہیں اور اُن لئے مجھ ہی سے ایفاء وعدہ کے طالب ہیں خدا کے واسطے ان ترکیبوں کو چھوڑیے یہ اہل علم کی شان کے خلاف ہے۔

مولوی صاحب نے اس کے جواب میں ۱۰ جولائی ۱۹۱۷ء کو مجھے لکھا کہ "میں تو آپ کے طوائف خط (کھنی چٹھی کا جواب) کے جواب میں لکھتا

ہوں کہ "آپ مجھ سے معنے ولایت وغیرہ کیوں معین کرتے ہیں۔ اور اپنی بریت کی کچھ ایسی توجہ کی جو مولوی صاحب مجھ خود ہی مجھے ہوں تو مجھے ہوں۔ عقدا کے سمجھنے کے قابل تو ہرگز نہ تھی۔

میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ "یہ آپ اب لکھ رہے ہیں آپ کے سابق دونوں خطوں میں اس کا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ اگر اعتبار نہ ہو تو کہتے تو دونوں خطوں کی نقل بھیج دوں۔ میرا مضمون اگر جی تیار رہے مگر اب تاؤ قے کر میرے متبع طلب امور کا جواب آئے دینگے میں شایع نہ کروں گا آپ کم از کم یہی شایع کر دیں کہ میں جواب نہ دوں گا۔"

اس پر مولوی صاحب کچھ شرطیں اور ۱۲ جولائی ۱۹۱۷ء کو مجھے لکھا کہ "میں آپ کی نسبت غلط گوئی کا خیال نہیں کرتا (محمد شہر والفضل ماستہد بہ الاملاء) شاید میرا خط آپ کو براہ نظر آجائے۔" اس لئے ۱۹ جولائی کا ہر کارڈ خط اب تک میرے پاس موجود ہیں۔ بالخصوص اس لئے میں سب کا جواب آپ کے انکار شایع کر دوں گا۔ اس کے بعد پھر سکوت کا عالم رہا۔

اب اسے خدا خدا کر کے آج ۵ اگست ۱۹۱۷ء کو مولوی صاحب کی تحریر دیکھی کہ آپ نے اپنے اخبار میں (ایک شیعہ دوست کا جواب) کی سرخوئی سے ایک مختصر مضمون شایع کیا ہے جس میں بقول مجھے ہے

خوب پردہ ہے کہ میں نے کچھ پیٹھے ہیں صاف چھپتے ہی نہیں سناتے تھے نہیں میرے متبع طلب امور کے جواب سے انکار بھی نہیں کرتے پھر انکار کا بھی ایک ذرا انداز ہے کہ اعلان خوب سی دانند ہے۔

پھر اس کے جواب میں ۱۱ اگست ۱۹۱۷ء میں انہ از قوت رومی شناسم میں اس کے جواب میں اپنے ہی طلب دوست کو اور تو کیا کہوں مگر اس عرض کر دوں گا کہ کفر تو خدا خدا کر کے۔

میرے تہذیب کو اگرچہ بچھڑا ہوا مگر ناظرین کی واقفیت کے لئے اتنا عرض کر دیتا ہوں تھا اگرچہ مجھے انہوں سے بے کم و بے نقصان صاحب نے خواہ مخواہ قصہ کو بڑھایا۔ کاش وہ ان امور کا جواب دیتے تو اصل مطلب بخیر کے مسلمات سے بہت جلد آسانی سے ثابت کر دیتا۔ مگر اب قبل از مقصود اس آیت کے چند الفاظ کی تحقیق میں چند مقدمے عرض کرنے چاہئے۔

خدا کا ناموس :- انما یفید المحصر کا نام و اجتہاد فی قولہ تعالیٰ قیل انما اوحی الی انما المحکم الہ واحد فالادی لقصر الصفۃ علی اللہ والاثانیۃ لعکسہ۔ ترجمہ۔ انما کی طرح انما بھی صمد کا نام و ثبوت ہے اور دونوں ایک ہی آیت میں مجتمع ہو گئے ہیں جیسے قول خدا۔ انما اوحی الہ رسول ربوبیت کے بارے میں کہ دو کہ میری طرف صرف یہی وحی کی گئی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی ہے وہ ہے۔ پس پہلا (انما) صفت کا موصوف میں محصور ہونا ثابت کرتا ہے۔ دوسرا (انما) موصوف کا صفت میں محصور ہونا۔

تسمیہ بتی الارب :- انما یفتح مفید صمد ہوا چنانچہ انما یکسر و بر و دریں آیت انما اوحی الہ مجتمع شدہ ہیں اول بارے صفت است بر موصوف و ثانی بارے موصوف بر موصوف۔

تسمیہ بحاج جوہری :- وان نحدث علی ان کما صا للتعیین لکقولہ نعم انما الصدقات للفقراء و تو جب اثبات المحکم الیحد کوس و لایہ عمائد الا ترجمہ اور اگر تم ات پر مابڑھاد و تو تعیین صمد کے واسطے ہو جانا ہے۔ جس طرح قول خدا انما الصدقات للفقراء یعنی صدقے صرف فقیروں کے واسطے ہیں کیونکہ انما سے مذکور کے واسطے ثبوت حکم اور اس کے واسطے نفی حکم کا باعث ہوتا ہے۔

میرے تہذیب کو اگرچہ بچھڑا ہوا مگر ناظرین کی واقفیت کے لئے اتنا عرض کر دیتا ہوں تھا اگرچہ مجھے انہوں سے بے کم و بے نقصان صاحب نے خواہ مخواہ قصہ کو بڑھایا۔ کاش وہ ان امور کا جواب دیتے تو اصل مطلب بخیر کے مسلمات سے بہت جلد آسانی سے ثابت کر دیتا۔ مگر اب قبل از مقصود اس آیت کے چند الفاظ کی تحقیق میں چند مقدمے عرض کرنے چاہئے۔

خدا کا ناموس :- انما یفید المحصر کا نام و اجتہاد فی قولہ تعالیٰ قیل انما اوحی الی انما المحکم الہ واحد فالادی لقصر الصفۃ علی اللہ والاثانیۃ لعکسہ۔ ترجمہ۔ انما کی طرح انما بھی صمد کا نام و ثبوت ہے اور دونوں ایک ہی آیت میں مجتمع ہو گئے ہیں جیسے قول خدا۔ انما اوحی الہ رسول ربوبیت کے بارے میں کہ دو کہ میری طرف صرف یہی وحی کی گئی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی ہے وہ ہے۔ پس پہلا (انما) صفت کا موصوف میں محصور ہونا ثابت کرتا ہے۔ دوسرا (انما) موصوف کا صفت میں محصور ہونا۔

تسمیہ بتی الارب :- انما یفتح مفید صمد ہوا چنانچہ انما یکسر و بر و دریں آیت انما اوحی الہ مجتمع شدہ ہیں اول بارے صفت است بر موصوف و ثانی بارے موصوف بر موصوف۔

تسمیہ بحاج جوہری :- وان نحدث علی ان کما صا للتعیین لکقولہ نعم انما الصدقات للفقراء و تو جب اثبات المحکم الیحد کوس و لایہ عمائد الا ترجمہ اور اگر تم ات پر مابڑھاد و تو تعیین صمد کے واسطے ہو جانا ہے۔ جس طرح قول خدا انما الصدقات للفقراء یعنی صدقے صرف فقیروں کے واسطے ہیں کیونکہ انما سے مذکور کے واسطے ثبوت حکم اور اس کے واسطے نفی حکم کا باعث ہوتا ہے۔

نمبر۔ تحفہ الحیاط۔ وقد تدخل علیہما ما الزائدۃ فنکلفہا
عن العمل و تقید الحصر نحو انما زید قائم۔ ترجمہ کچھ
اگر یہ صاف دائرہ ہی داخل ہوتا ہے پس ان کو عمل کرنے سے
باز رکھتا ہے اور ہر کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے انما زید قائم
زید صرف قائم ہے۔

نمبر۔ صراح۔ "وقد تناد علی المکسورة المشددة ما
قصاراً للتعین کقولہ قلانی۔ انما الصدقات للفقراء
وتوجب اثبات الحکم لئلا کثر دفعہ مما عد الا کبھی ان
پر مبالغہ پایا جاتا ہے تو یقین و حصر کے واسطے ہوجاتا ہے
جیسے قول خدا انما الصدقات الی یعنی صدقات صرف
فقراء کے لئے ہیں۔ اور شے مذکور کے لئے ثبوت کمر اور اسوا
کے لئے نفی حکم کا باعث ہوتا ہے۔

نمبر۔ شرح مغنی۔ انما بالفتح تقید الحصر کا نما یا کسی
ترجمہ جس طرح انما حصر کا فائدہ دیتا ہے اسی طرح انما بھی
ہے۔

نمبر۔ تفسیر کشاف (خاص اسی آیت کے تحت میں) ومعنی
انما وجوب اختصاصہ بالموالات۔ ترجمہ۔ ان لوگوں کا
موالات کے ساتھ ضروری طور پر مخصوص ہونا ان کے معنی ہیں۔

نمبر۔ تفسیر مفیادوی ص ۱ جلد اول "لان انما فقہہ قصر
ما دخلت علیہ علی ما بعدہ مثل انما زید منطلق و
انما بنطاق زید" انما جس فقرہ پر داخل ہوتا ہے اُس کو
ابعد کے لئے منحصر دیتا ہے۔ جیسے زید صرف چلنے والا ہے

اور صرف زید ہی چلتا ہے۔

نمبر۔ تفسیر حسینی۔ اسی آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔ "جز این نیست
ان غرض ساری دنیا میں کوئی ایسا نہیں جس نے انما کے معنی حصر ہونے
سے انکار کیا ہو بلکہ ہر شخص اس پر متفق ہے۔ اور ہمتیوں نے

اس کو تفسیر کیا بیان بھی کر دیا ہے۔ مگر زید بصر کے خلاف امام غزالی
رازی صاحب محض اس سبب سے کہ کہیں خلاف بلا فصل علی
ابن ابیطالب ثابت نہ ہو جائے مخصوص اس آیت میں انما کے معنی
حصر ہونے سے صاف انکار کر گئے۔ چنانچہ انی تفسیر جلد سیوم

ص ۳۳ مطبوعہ مصر میں تحریر فرماتے ہیں۔ "کما فیہ ان کلمۃ انما
للحصر والدلیل علیہ قولہ قلانی انما مثل الحیوة الدنیا
کما انما لانا من السماء ولا مثلاً ان الحیوة الدنیا لھا

امثال اخری۔ سوی هذا المثل وقال انما الحیوة الدنیا
لعجب وهو ولا مثلاً ان اللعب واللغو قد یحصل فی

غیرھا" ترجمہ ہم نہیں مانتے کہ لفظ انما حصر کے لئے ہے اور

اسکی دلیل قول خدا ہے۔ انما مثل الخ یعنی زندگانی دنیا کی

مثل صرف اس بیان کی ہے جسے ہم نے آسمان سے برپا کیا کیونکہ

اس میں شک ہی نہیں کہ اس مثل کے علاوہ زندگانی دنیا کی بہت سی

مثلیں ہیں اور پھر خدا نے کہا انما الحیوة الخ یعنی زندگانی دنیا

صرف پھیل تماشہ ہے کیونکہ اس میں شک ہی نہیں کہ کھیل تماشہ

زندگانی دنیا کے علاوہ میں بھی حاصل ہوتا ہے۔
یہ ہے امام صاحب کا قول اور یہ ہے انکی دلیل مگر مجھے حیرت
ہے کہ خداوند عالم نے اپنے کلام پاک میں قریب قریب ایک سو پچیس

جگہ لفظ انما کو استعمال فرمایا ہے۔ اور امام صاحب نے ماثرا و امدا
 پورے قرآن کی تفسیر بھی لکھی ہے مگر امام صاحب کو بہت تردد و
 تلاش سے بچنا چاہا خود اپنے دعوے کی دلیل میں صرف دو آیتیں
 ملی ہیں اور وہ بھی ایسی کہ جس پر لڑکے بھی ہنس پڑیں۔
 اب ملاحظہ فرمائیں امام صاحب کی دونوں دلیلوں کو ملاحظہ فرمائیں اور
 ایسا مزیدہ کی تحقیق کی داد دیں۔ پہلی دلیل کا خلاصہ تو یہ ہے کہ خدا
 نے زندگانی دنیا کی مثل پائی ہے انما کے ساتھ بیان کی ہے
 مگر انما کے معنی صبر کے نہیں ہیں۔ کیونکہ زندگانی دنیا کی اسکے علاوہ
 اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

لیکن مزرا تو یہ ہے کہ امام صاحب کے خیال میں اس کی مثالیں
 بہت سی ہیں مگر افسوس معاذ اللہ ایسا کہ نہ ہیں تھا کہ پانی کے حوالے
 اس کو زندگانی دنیا کی کوئی دوسری مثال سمجھی ہی نہیں۔ کیونکہ
 زندگانی دنیا کی مثال خدا نے قرآن میں تین جگہ بیان کی ہے اور
 تینوں جگہ پانی ہی سے مثال دی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سورۃ یوسف دعوے۔ اِنَّمَا مِثْلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمِثْلِ
 اَنْهَارٍ تَجْرٰی مِنْ تَحْتِ السَّمَاءِ فَتَخْطُطُ اَنْهَارٌ
 سَوَیًّا حٰدِیۡمًا لِّکُلِّ مَعْرٰی اَعْمٰوًا اَکْمٰتُ الْحَیٰوةِ الدُّنْيَا
 کَمِثْلِ سَآءِ لَکُمْ دَرَجٰتٌ فَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
 وَالْاٰلَاکِ کَمِثْلِ عِثَابٍ اَلْکَلْبِ الْاِنۡسَانِ

تعبیر کہ انسانیت کے امام صاحب حائفہ و ضرور ہونگے۔ کیونکہ
 ان کے پاس تو پانی یا بجلی سات سات برس کے لڑکے چاہے
 کیسے ہی ہوں (یعنی انسانیت) حافظہ ہونے ضرور ہیں۔ لیکن

امام صاحب کو ان کے حافظہ نے سخت دھوکہ دیا کہ انکو یہ بھی یاد نہ رہا
 کہ خدا نے قرآن میں زندگانی دنیا کی کے جگہ اور کیا کیا مثال بیان
 کی ہے۔ اگر یاد ہوتا تو کبھی ایسی جہالت نہ کرتے۔

مگر ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ خدا نے دنیا کی ہونہ کر کے مگر امام صاحب
 کے خیال میں تو ایک کیا چیز ہے بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ لیکن افسوس
 تو یہ ہے کہ خدا نے جب مثال بیان کی تو ہر جگہ کے پانی ہی کی اور وہ بھی
 بہت ہی عامی کے ساتھ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسکی کوئی
 دوسری مثال ایسی جامع و بالغ ہی نہیں۔ مگر یہ کہا جاسکے کہ امام صاحب
 نے قرآن میں صلاح دی ہے تو البتہ میں کچھ نہیں بول سکتا اور یہ کہنا صحیح
 ہوگا کہ خدا کو نہ سوچے نہ سوچے مگر امام صاحب کو تو سوچے پھر تعقل و ملکوت
 سے بالاتر امام صاحب کو معلم اللہ کا خطاب مل جائے گا۔ حالانکہ اگر
 امام صاحب انصاف کو کام میں لاتے اور تقصیر غلطی ہو کر سچے اسلام
 کو اختیار کرتے تو اقرار کرتے کہ ایسی عجیب غریب مثال جو تمام پہلوؤں
 کو اپنی تمام ادنیٰ اور اعلیٰ سے پوری مطابقت ہو دوسری ہو ہی نہیں سکتی
 چنانچہ خود اسکی تفسیر کے تحت میں اقرار فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں۔
 اَتَبَعْتُ هٰذَا الْمَثَالَ الْجَلِیۡبَ الَّذِیۡ یَسَّیۡرُ فَاَسَیۡرُ مِثْلُ الْاَنْهَارِ
 اور دوسری جگہ اپنی غرض حاصل ہونے دیکھ کر فرماتے ہیں کہ ایسی مثالیں
 بہت سی اور بھی ہیں۔ میں نے تفصیل سے لکھا ہے کہ ایسی مثالیں
 دلیل کا اثر ہو اب دوسری دلیل کو دیکھئے۔

امام صاحب فرماتے ہیں خدا نے زندگانی دنیا کو لہو و لہو
 ساتھ فرمایا ہے مگر انما کے معنی صبر کے نہیں ہو سکتے کیونکہ لہو و لہو
 زندگی کے علاوہ بھی ہوتا ہے۔

ایا ہاں بڑھاپے ہم نے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہیں رھتی سے گفتگو تیری
اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کی کھیل تماشے سے
ہمیں بھرا ہے جب ہی تو آخرت میں کھیلنے کی امید رکھتے ہیں کہ
دنیا اور آخرت کے علاوہ کوئی تیسری شق نہیں مگر کوئی عالم در عالم
عالم برزخ وغیرہ کو بھی ایسا قسم کی زندگی قرار دے کر یہ بھی معلوم
بہشت میں کھیلنے کے یا کہیں اور شاید اسی وجہ سے کسی نے کہا
ہے کہ مسلمانوں کی بہشت سے ہمارے خرافات ہی اچھے ہیں جی
تو ایک منجھلا شاعر اپنی عالم مستی میں بول بول اٹھا ہے
ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے بلانے کو غالب خیال اچھا ہے
لیکن نصرت تو یہ ہے کہ امام صاحب نے یہاں تو فرمایا کہ امام صاحب
کے واسطے نہیں ہے مگر خدا نے اس مطلب کو دوسری جگہ یوں دیا
ہے مَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ دُھون نہیں ہے دنیاوی
زندگی مگر کھیل تماشہ معلوم نہیں امام صاحب اس کی کیا تامل کرے
کیا یہاں بھی صبر کے قابل نہ ہوتے۔ دو نئے طرفدار جو نہیں کریاں
بھی تو ان ٹھیں کہ صبر مقصود نہیں ہے مگر مصداق... حافظہ نداشت
اس بات کی تفسیر میں بڑے زوروں میں بہت ہی دلیلوں سے امام صاحب
نے ثابت کیا ہے کہ دنیاوی زندگی کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں۔
چنانچہ مَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا کی تفسیر کے تحت میں ان دلیلوں کو دیکھتے
ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد ۳۳ مطبوعہ مصر فہست
مجموع هذه الوجوه ان الذات والاحوال الدنيوية لعب
لھو وليس لها حقيقة معتبرة۔ ترجمہ ان تمام دلیلوں سے ثابت ہوا

کہ دنیاوی حالات و لذات یقیناً کھیل تماشہ ہیں اور ان کی کوئی قابل
اعتبار حقیقت ہی نہیں ہے۔ واقعی یہ ایسی اور اور مناقض حقیقت
ہے کہ جسے شکر انسان کو انسانیت نہ بھی عالم وجد میں آکر یہ شعر
پڑھنے لگیں گے
ہم ہی تیرے چال پتے نہیں غم ایلال کبک بھی تو جو کہ ہوا میں
اس سے لطیف تر گھسنے کہ خداوند عالم تو یہ فرما رہا ہے کہ دنیاوی
زندگی صرف لہو و لعب ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ لہو و لعب صرف دنیا
میں ہوتا ہے آخرت میں نہیں ہوتا۔ مگر امام صاحب لوم نہیں کہ
عالم میں تھے کہ آپ نے اس بات کا دوسرا مطلب سمجھا اور یہ کہ گزیرے
کہ کھیل تماشہ کچھ دنیا ہی میں مختص نہیں بلکہ اس کے غیر میں بھی ہوتا ہے
خدا تعالیٰ کا بڑا کرے کہ اس نے امام صاحب سے تو اعدائی
و بیان کو بھی کوسوں دور پھینک دیا اور کچھ کا کچھ کہنے لگے کہ
بیکار بول جتوں میں کیا کھسکا نہ تھے کچھ خدا کرے کوئی
اس سے اور مزید اور پھر گتا ہوا جملہ تھے جو شاید کبھی
شنا ہو اور یہ ایسا عجیب غریب معما ہے جسے کوئی عقل تو شاید
ہی حل کر سکے ملاحظہ ہو۔ آپ کی تفسیر کبیر کی جلد ۳۳ مطبوعہ
مصر آیت انما الایام کسوم بالسنوۃ والافششاء وان تقووا
عک الذل ما لا تلوذی کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں دلت
الایۃ علی ان الشیطان لا یامر الا بالمعاشۃ لانه تعالیٰ
ذکرہ بکلمۃ انما وھی للخصۃ ترجمہ۔ آیت اس بات پر دلالت
کرتی ہے کہ شیطان سوا برائیوں کے دوسرے کام کا حکم دیتا نہیں
کیونکہ خدا نے اسے انما کے ساتھ ذکر کیا ہے اور انما صبر کے واسطے

ہے۔ اب کوئی شخص امام صاحب کے ان دونوں بقول کو ملا کر دیکھے
لا تسلمہ ان کلمۃ اما المحصر رہم نہیں مانتے کہ انما محصر کے واسطے
ہے اور وحی المحصر انما محصر کے واسطے ہے۔
اب حضرات ناظرین امام صاحب کی حق گوئی کی داد دیں اور تعصبات
مربعہ لکھیں۔ اس وقت تو امام صاحب کی حالت نہ شرمخ کی سی ہے
سے کہ جو کچھ بزرگوں پر اشتہار ہے اور جو کچھ بزرگوں پر جو کچھ
باقی زندہ ہو مانع علی

اصلاح :- اس تحریر کو اذیت صاحب ابدیت نے اپنی عادت
قدیمہ کے خلاف درج اخبار کیا ہے جس کے ابتداء تقریباً ۱۰۰
اصلاح کو مخاطب کیا ہے جس پر ہم آپ کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں۔
کیونکہ آج تک آپ اپنے خصم کی پوری عبارت کبھی نقل کی۔ نہ کر
جناب مولوی فرمان علی صاحب دام مجید نے کچھ ایسی تکذیب کی
ثابت کی کہ آپ اس تحریر کی اشاعت پر مجبور ہوئے۔ کیونکہ یہ بلافاہ
میں بہت سے شیعوں اور وہابی بھی تھے جس سے ایکو ایسی درج سیالی
پر شرمانا پڑا اور اس کا نتیجہ ہوا کہ اس تحریر کو لاخرت شائع کیا
مگر افسوس عزت اصلاح کو کہاں حاصل ہو سکتی ہے کہ کبھی پوری عبارت
اصلاح شائع کریں۔ بہر حال اس تحریر پر ایک لفظ حسرت میں ہے۔
اھلحدیث [شتر فرخ] دشنام دہی کی عادت نہ لگی کیا اسی
شیریں کاوی کی آپ داغ جاتے تھے کہ ہمارے بلکہ کل اسلامی دنیا
کے دیکھنا بزرگ کے حق میں نہ گوئی کریں۔ پھر ہم ہی سے اویسی
اشاعت کرائیں۔ مولوی صاحب آپ تو درس ہیں ماشاء اللہ

حسرت معقول و فلسفہ بھی بڑھاتے ہو گئے کیونکہ احمدیوں آپ نے نہیں
دیکھا کہ صاحب محمد اللہ ابدی ہوئے کے علاوہ میر باقر (شیعوں) کا نام
کس ادب اور لیاقت سے لیتا ہے۔ یاد نہ ہو کہ تھے۔ خیر الحقہ
بالہدیۃ یعنی افضل المتأخرین۔ نہایت افسوس ہے کہ خلافات میں سنگینی
جو عام علماء کی عادت ہے اُس سے بھی آپ ایک وجہ آگے بڑھ گئے اسی
میں آپ کو بار بار لکھتا رہا کہ آپ اپنی مقبول کی طرح بڑھان سے کام لیں جلد
سے کیا مطلب۔ مجھے غلط ہے کہ آپ حلق میں اصل منہوں نہ سمجھو پڑیں
اس لئے زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ ہاں اگر آپ اجازت دیں تو انعام عرض
کرتا ہوں کہ زیادہ بھرے شیعوں مجتہد اور غیر ملکی خلافت علی بلا فصل قرآن مجید
سے ثابت کرنا چاہیں تو لا یتنبوھا و لا کنان بعضہم لبعض ظہیر
اور اگر نہ کر سکیں گے، آپ کی تہمت ہم سے مطلب پر آئیے۔ ہم مانتے ہیں
کہ انما محصر کے لئے ہے آگے چلے (ایڈیٹر)

اصلاح :- یہ نوٹ آپ کا جس عنوان سے لکھا گیا ہے اُس سے ہر شخص
مجبور تھا کہ آئندہ آپ اس عنوان کی اشاعت کو روکنا چاہتے ہیں جس کی
تعمید آپ ابھی سے شروع کر دی۔ دشنام دہی کی عادت نہ لگی۔ ہمارے
بلکہ کل اسلامی دنیا کے ہر بزرگ کے حق میں نہ گوئی کریں پھر ہم سے
اسی اشاعت کرنا میں صاف کہہ رہا ہے کہ آپ اپنے عوام کو غلط کارہے ہیں
کہ وہ جادو کا آمیزاں جبر کر رہے ہیں اور آپ اس مفید سلسلہ کو ترک کر دیں
ورنہ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ فخری آپ کے بالکل اسلامی دنیا کے ہر بزرگ
صالحان آپ کے امام اعظم ملا سبزی کی انی شان میں لکھتے ہیں الفخر فیہ
صاحب التصانیف داس فی الذکاء والعقائد لکنہ عمری من انکار
ولہ تشکیکات سے مساوی من دعائہ الدین قوت حیۃ نسال

ان نبئت الايمان في قلوبنا وله كتاب السوء المكتوم في حجاب القلوب
 من مروج طلع له تاب من القبة انشاء الله ص ۵۹
 جس سے ظاہر ہے کہ قریشی انکو فرالدین کہنا بھی نہیں جائز جانتے بلکہ مومن
 فخر سمجھتے ہیں۔ وہیں وہ کا قاتل قرار دے لکھتے ہیں۔ علم بخار و آثار سے عالم
 ہیں۔ مسائل اصول دین پر ایسے شکیک وارد کرتے ہیں جہاں سے حیرت ہو جائے
 دعا کرتے ہیں کہ لوگوں کے ایمان کو تباہ نہ رکھے۔ ان کی کتاب سرگرم و
 نجوم میں سحر و جادو ہے۔ شاید اس سے تو یہ کیا سوچ بھر افسوس ہے کہ کچھ
 شیعوں کی ضد میں آج آپ ان کو اپنا بلکہ کل اہل اسلام کا بیرو اور بزرگ
 بناتے ہیں۔ حالانکہ وہ باہیوں کو جو حد اوت ان لوگوں سے ہے وہ کسی سے
 مخفی نہیں۔

فخر رازی کی نسبت تمثیل شتر مرغ سے تو آپ کو یہ حصہ اپنا بزرگ اسماء
 المہیت اطہار کی عظمت آپ کے ذہن میں فخر رازی کے برابر بھی نہیں
 ایک اخبار نور خضر اشرفان لکھتا ہے لیکن وہ فرقہ جس کے احمد
 آم کو اصلی اور دن کو رات کہتے ہوئے تامل نہیں کرتے اور یہ کہیم
 قبل الذین ظلموا و ظلموا الذین قبلہم فانت لما علی الذین
 ظلموا و ارجع امن الصالح ما کاوالی الفسوق جس میں حضرت موسیٰ کے وقت
 کے بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ ظلموا کے معنی ظلموا آل محمد صلوٰۃ کے کہتے ہیں تو
 ان سے کون سی بات بعید ہے۔ مگر افسوس اس جلد پر آپ کے اسلامی
 غیرت نہ آئی کہ اس شخص نے صرف شیعوں پر نہیں الزام کیا بلکہ خاشاک
 انہما کلہما کو آہ کا اعلیٰ اور دن کو رات بنانے والا کیا۔

مگر ہم کو کسی کوئی شکایت نہیں۔ کیونکہ کتب رسول اللہ آپ کے نزدیک
 ایک چادر سے زیادہ عزت نہیں رکھتے۔ ملاحظہ کیجئے اپنا اخبار نور

ہر گشت مرث تو پھر ائمہ اطہار کی عظمت آپ کے دل میں کیا ہو سکتی ہے۔
 بہر حال اچھ حدیث کے نزدیک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا
 نہیں ہے کیونکہ قرآن میں اس طور سے مجموعاً نہیں مذکور ہے تو پھر آپ
 خلافت بلا تامل جناب امیر کو قرآن سے کہیں گے۔ اسی لئے تو میں
 نے بار بار عرض کیا کہ آپ ایک مسئلہ بھی قرآن سے ثابت کر دیں تو اسی مسئلہ
 سے میں خلافت جناب امیر کو ثابت کروں مگر آپ نہیں مانے اور عیشہ اس سے
 گریزی کرتے رہے۔

مگر آپ اگر مسلمان ہوں گے تو قرآنی فیصلہ سے کسی طرح عدول نہ کریں گے
 لیکن انکی یہ تباہی یا فروری ہے کہ آپ اہل قرآن سے ہیں یا اہل حدیث سے
 تاکہ بحث مکمل طریقہ پر ہو سکے۔ کیونکہ آپ کے فرقہ کے لوگ عام طور

سے اہل قرآن بن رہے ہیں اور آپ اس کا پیشتر نمونہ ڈال رہے ہیں ورنہ آپ
 لوگوں کی حالت تو قدرتی تشریف کی چال سے بھی بدتر ہے۔ (ادھر)

(دار اصلاص ماہ رمضان ۱۳۸۵ھ)
 عرب کے علماء میں علی بن ابی طالب کا مہر ہے مختلف موقوفوں پر مختلف
 دو مہر تھے لفظ ولی کی تفسیر

معانی میں متصل ہوتا ہے۔ دوست و نگار و نگہبان کسی پر حکومت کرنے والا
 نزدیک۔ مالک۔ بلا فصل کسی چیز کے بعد ہونے والا۔ بارش کے بعد بارش
 اور بھی حافظ الغیب۔ ادا کنندہ۔ غلام حجاز و اوجانی کے معنی میں بھی بولا جاتا
 ہے اور حسب تفسیر اہل لغت اس کا مصدر تین طرح آیا ہے۔ ولی۔ وکیلہ۔ وکیلہ

لے ملاحظہ ہو اخبار اہل فتنہ امرتہ جو خاص فرقہ حنفیہ کا ارگن ہے اور جس نے
 اپنی ہر زور تحریر بروک و باہیوں کا پورا پورا اہم کر دیا۔ مگر افسوس کہ قوم کی ناقدی
 سے کافی ترقی نہیں کر سکا۔ پتہ ۱۔ میجر اہل فتنہ امرتہ کافی ہے